Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

آزادی نسواں و حقوق نسواں

(اسلام اور مغرب کی روشنی میں)

منبر اللجنۃ العلمیۃ

51

6 مارچ 2020

11 رجب 1441 ھج

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418

بہ اھتمام

التبیان اسلامک سینٹر

لاہور۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آزادی نسواں وحقوق نسواں (اسلام اور مغرب کی روشنی میں)

خطبہ جمعہ کے اہم عناصر:

❀ مختلف مذاہب واقوام میں عورت کا مقام ❀ اسلام خواتین کا محافظ حقیقی

❀ خواتین کے مطالبات اور اس کے جوابات

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (البقرة:۲۲۸)﴾

سامعین محترم! ۸ مارچ کو ہر سال عالمی سطح پر خواتین کا دن منایا جاتا ہے۔تحریک آزادی نسواں کی علمبردار خواتین بے حد جوش وخروش سے جلسے جلوس کا اہتمام کرتی ہیں، جس میں وہ طرح طرح کے غیر اخلاقی اور غیر شرعی مطالبات کرتی نظر آتی ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو وہ نام تو عورتوں کے حقوق کا لیتی ہیں مگر اس کے پس پردہ وہ بھیانک عزائم ہیں، جنہیں یورپ مشرقی دنیا میں خاص طور پر اسلامی ممالک میں پروان چڑھانا چاہتا ہے اور مسلم ممالک کو تہذیب میں یورپن ممالک بنانا چاہتے ہیں۔

اسلام نے عورت کو حقوق فراہم کیے ہیں، جنہیں اسلام سے پہلے دیکھنا کیا سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا، کیونکہ عورت کی معاشرے میں کوئی وقعت نہ تھی، اسے پیدا ہوتے ہی زندہ زمین میں دفن کردیا جاتا ہے، اس کے وجود کو ناپاک اور باعث شرم سمجھا جاتا تھا، مگر اسلام نے عورت کو ہر اعتبار سے فضیلت اور مقام سے نوازا، کبھی ماں کی صورت میں، کبھی بہن کی صورت میں، کبھی بیٹی کی صورت میں تو کبھی بیوی کی صورت میں۔

مگر افسوس ہے کہ آج کچھ تہذیب سے ناآشنا عورتیں اپنے حقوق کا مطالبہ کرتی نظر آتی ہیں، انہیں کیا اسلام سے پہلے ہونے والا عورتوں سے سلوک یاد نہیں؟ معاشرے میں حقیقی عزت کسی نے عورت کو دی؟ آج کے خطبہ جمعہ میں ہم بیان کریں گے کہ اسلام عورت کو کیا مقام دیتا ہے اور مغرب کے ہاں عورت کا مقام کیسا ہے، نیز خواتین کے بعض غیر اخلاقی اور غیر شرعی مطالبات پر بھی روشنی ڈالیں گے۔

مختلف مذاہب واقوام میں عورت کا مقام

عورت کے حقیقی حقوق کو دیکھنے کے لیے اسلام پہلے ہمیں دیگر مذاہب واقوام کا جائزہ لینا ضروری ہے،تو آیئے! چند مذاہب اوراقوام جائزہ لیتے ہیں:

یہودیت:

۞ یہودی روایات کے مطابق عورت ناپاک وجود ہے' اوراس کائنات میں مصیبت اسی کے سبب ہے۔ ان کے نزدیک مرد نیک سرشت اور حسن کردار کا حامل' اورعورت بدطینت اورمکار ہے' کیونکہ اس نے آدمؑ کو بہلا پھسلا کرپھل کھانے پرآمادہ کیا جس سے اللہ نے منع کیا تھا۔

۞ یہودی شریعت میں مرد کا اختیاراورعورت کی محکومیت نمایاں ہے' عورت باپ کی رضامندی کے بغیر خدا کوراضی کرنے کے لیے منت اور نذر بھی نہیں مانگ سکتی۔عورت کودوسری شادی کا بھی حق حاصل نہیں تھا۔

ڈاکٹر خالدعلوی' اسلام کا معاشرتی نظام' ص:466

۞ عائلی زندگی کے علاوہ عورت وصیت' شہادت اوروراثت جیسے حقوق سے بھی محروم تھی۔یہودی قانون کے مطابق مردوارث کی موجودگی میں عورت وراثت سے محروم ہوجاتی تھی۔ان کے قانون وراثت میں بیٹی کا درجہ پوتوں کے بعد آتا ہے' اگرکسی مرنے والے کالڑکا نہ ہوتو وراثت پوتے کی ہوجاتی ہے، اوراگر پوتا بھی نہ ہوتواس صورت میں وراثت لڑکی کی ہوتی ہے۔

/lib.bazmeurdu.net/women-in-different-societies-urdu-book//:http

عیسائیت

۞ عورت کےتیئں عیسائیت کا بھی وہی نظریہ ہے جوہمیں یہودیت میں دکھائی دیتا ہے۔عیسائی مذہب کا بنیادی خیال یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے اورجہنم کا دروازہ ہے۔

۞ ترتولیان جوابتدائی دور کے آئمہ مسیحیت میں سے تھا،اُس کےعورت کے بارے میں نظریات ہیں:

''وہ شیطان کےآنے کا دروازہ ہے' وہ شجرممنوع کی طرف لے جانے والی' خدا کے قانون کوتوڑنے والی اورخدا کی تصویر' مردکوغارت کرنے والی ہے۔''

مولانامحمدظفیرالدین' اسلام کا نظام عفت وعصمت' ص:43

۞ کرائی سوسٹم جوایک بڑا مسیحی امام شمار کیا جاتا ہے' وہ عورت کے بارے میں کہتا ہے:

''عورت' ایک ناگزیر برائی' ایک پیدائشی وسوسہ' ایک مرغوب آفت' ایک خانگی خطرہ' ایک غارت گرد

لربائی‘ایک آراستہ مصیبت ہے۔“

مولانا محمد ظفیر الدین‘اسلام کا نظام عفت وعصمت‘ص:44

۞ شاہ معین الدین ندوی عیسائیت میں عورت کی حالت پر روشنی ڈالتے ہیں:

”عورت سراپا فتنہ وشر سمجھی جاتی تھی‘ عابد وزاہد اُس کے سائے سے بھاگتے تھے‘بڑے بڑے راہب اپنی ماں تک سے ملنا،اوراس کے چہرہ پر نظر ڈالنا معصیت سمجھتے تھے۔رہبانیت کی تاریخ عورت سے نفرت کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔“

شاہ معین الدین ندوی‘دین رحمت‘ص:104

ہندومت:

۞ ہندودھرم میں عورت کو سرکشی کی صفات کا مجموعہ‘متلون مزاج‘مردوں کو بہکانے والی‘جھوٹی‘مکار‘احمق اورظالم قرار دیا گیا ہے۔عورت کوشودروں کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے اوران کے ساتھ اسے بھی ’پاپایانی‘یعنی گناہ گار قرار دیا گیا ہے کہ وہ پیدائشی گناہ گار ہے اور زندگی میں اس کا پست مقام طئے شدہ ہے۔ہندودھرم کے نظریہ میں عورت کی شخصیت کا بحیثیت مجموعی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔اسے صرف مخصوص فرائض ادا کرنے والی ہستی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔اس کی سب سے اہم ذمہ داری بیٹے کوجنم دینا ہے ‘عورت کے لیے مناسب کردار صرف بیوی اورماں کی حیثیت سے ابھر کرسامنے آتے ہیں۔

مطالعات نسواں‘ص:63

۞ یہودیوں اور یونانیوں کی طرح ہندوؤں میں عورت کوگناہوں کی جڑ اورمصائب کا سرچشمہ سمجھا جاتا تھا اوراس کی مستقل حیثیت تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا تھا۔ہندو مذہب کے مطابق شوہر والی عورت کے ذمہ کوئی عبادت نہیں ہے‘وہ شوہر کی خدمت اورسیوا کرے یہی سب سے بڑی عبادت ہے۔منو کے مطابق چونکہ عورتیں شادی کے بعد مرد کا آدھا انگ ہوجاتی ہیں‘اس وجہ سے ان کے لیے علیحدہ یگیہ وبرت کرنا پاپ ہے‘انہیں صرف شوہر کی خدمت کرنی چاہیے۔

/lib.bazmeurdu.net/women-in-different-societies-urdu-book//:http

۞ ہندومت میں اولاد کے حصول کے لیے”نیوگ“ کا قابلِ نفرت اورگھناؤنا طریقہ کار موجود ہے۔اگر شوہر بچے پیدا کرنے کے قابل نہ ہوتو وہ اپنی بیوی کوکسی اورمرد سے تعلق قائم کرنے پرمجبور کرسکتا ہے تاکہ صاحب اولاد ہوسکے۔

/lib.bazmeurdu.net/women-in-different-societies-urdu-book//:http

یونان:

❁ یونان انسانی تاریخ میں تہذیب وتمدن اور علم وفن کا سب سے قدیم گہوارہ مانا جاتا ہے۔ لیکن تہذیب وثقافت اور علم وادب کے اس مرکز میں عورت کو کوئی احترام حاصل نہ تھا۔ یونانیوں کے نزدیک عورت ایک ادنی درجہ کی مخلوق تھی اور عزت واحترام کے لائق صرف مرد تھا' سقراط جو اس دور کا مشہور فلسفی تھا' اس کا یہ خیال ہے:

''عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی چیز دنیا میں کوئی نہیں' وہ دفلی کا درخت ہے کہ بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چڑیا اُس کو کھا لیتی ہے تو وہ مرجاتی ہے۔''

/lib.bazmeurdu.net/women-in-different-societies-urdu-book//:http

❁ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے الفاظ میں ''قدیم یونانی تہذیب میں عورت کا مقام اتنا گرا دیا گیا تھا کہ اس کی حیثیت بچے پالنے والی لونڈی کی ہوگئی تھی' عورتوں کو ان کے گھروں میں قید کر دیا گیا تھا' وہ تعلیم سے محروم تھیں' ان کے شوہر انہیں گھریلو سامان کی طرح سمجھتے تھے۔

خواجہ عبدالمنتقم' ہم' ہمارے پیغمبر اور ہمارے مسائل' ص:58'

روم:

❁ غلاموں کی طرح عورت کا مقصد بھی خدمت اور چاکری سمجھا جاتا تھا' مرد اسی غرض سے شادی کرتا تھا کہ بیوی سے فائدہ اُٹھا سکے گا' وہ کسی عہدہ کی اہل نہیں سمجھی جاتی تھی' حتی کہ کسی معاملے میں اس کی گواہی تک کا اعتبار نہیں تھا۔ رومی سلطنت میں اسے قانونی طور پر کوئی حق حاصل نہ تھا۔

عورت' اسلامی معاشرے میں' ص:26

یورپ

❁ یورپ جو آج مساواتِ مردوزن کا سب سے بڑا دعویدار ہے' انیسویں صدی میں رونما ہوئے صنعتی انقلاب سے قبل وہاں عورت' مرد کے ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ کوئی ایسا قانون نہیں تھا جو عورت کو مرد کی زیادتیوں سے پناہ دیتا۔ انگلستان کے قانون کے مطابق شادی کے بعد عورت کی شخصیت مرد کی شخصیت کا ایک جز بن جاتی تھی' یہ اصول بھی وہاں رائج تھا کہ شادی کے بعد عورت کے ذمہ جو قرض ہوگا وہ مرد ادا کرے گا اور اس کی جائیداد' مال ودولت کا وہ حقدار ہوگا' نان ونفقہ کا بھی کوئی مناسب قانون نہ تھا' عورت مرد کے خلاف مقدمہ دائر نہیں کرسکتی تھی' مرد چاہتا تو عورت کو حق وراثت سے محروم کردیتا لیکن بیوی کی جائیداد کا وہ جائز حقدار مانا جاتا تھا۔

عورت' اسلامی معاشرے میں' ص:27

۞ محمد قطب نے لکھا ہے: ''قدیم یورپ بلکہ دنیا بھر میں عورت کو کوئی قدر و منزلت حاصل نہیں تھی۔ قدیم علماء اور فلاسفہ عرصہ دراز تک اس کے بارے میں کچھ اس قسم کے موضوعات پر سر کھپاتے رہے کہ کیا عورت میں بھی روح ہوتی ہے؟ اگر اس میں روح ہوتی ہے تو یہ انسانی روح ہے یا حیوانی روح؟ اور اگر انسانی روح ہے تو مرد کے مقابلے میں اس کا صحیح معاشرتی مقام کیا ہے؟ کیا عورت پیدائشی طور پر مرد کی غلام ہے یا غلام سے اس کا مقام کچھ اونچا ہے؟''

اسلام اور جدید ذھن کے شبہات' ص 172

اسلام خواتین کا محافظِ حقیقی

لڑکیوں کو امتیازی فضیلت:

آج بعض نام نہاد عورتیں دعویٰ کرتی ہیں کہ معاشرے میں انہیں عزت نہیں دی جاتی، مردوں کے مقابلے میں ہمیں فضیلت نہیں بخشی جاتی، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے بچوں کے حوالے سے جتنے بھی احکامات میں فضیلتیں بیان کی ہیں وہ تمام بچیوں کے بارے میں ہیں، چند ایک پیش خدمت ہیں:

۞ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ، وَأَطْعَمَهُنَّ، وَسَقَاهُنَّ، وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں، اور وہ ان پر صبر کرے، انہیں اپنی استطاعت کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے، تو وہ اس کے اور دوزخ کی آگ کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی۔

سنن ابن ماجہ: ٣٦٦٩، قال الالبانی: صحیح

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ آئی۔ اس نے مجھ سے سوال کیا، لیکن اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ پایا۔ میں نے اس کو وہی دے دی اس نے اس کو لے کر ان دونوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر وہ اٹھی اور اپنی بیٹیوں کے ہمراہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے آپ کو اس کا واقعہ سنایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گیا، تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔

سنن الترمذی:١٩١٥،قال الالبانی:صحیح

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ» وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں، یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان کرتا رہے، مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروادیں گی۔

صحیح مسلم:٢٦٣١

سامعین محترم! ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو حقیقی عزت اور فضیلت دیتا ہی اسلام ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ یہ عورتیں خود عزت چاہتی ہی نہیں ہیں۔۔!!

عورتوں کا احترام:

دنیا کے جس مرضی مذہب کا مطالعہ کر لیں، اگر کسی نے صحیح معنوں میں عورت کو احترام دیا ہے تو وہ دین اسلام ہے۔اسلام نے تو مرد سے زیادہ عورت کا حق رکھا ہے کہ اس کے ساتھ زیادہ حسن سلوک کیا جائے، چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ

ایک شخص نے آ کر کہا اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے کہا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے کہا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ۔

صحیح البخاری:٥٩٧١

❀ دین اسلام عورت کو اس قدر احترام دیتا ہے کہ اس کا مذاق اڑانا، تمسخر کرنا اور اسے برے ناموں سے پکارنے کو بھی منع کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخر قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورة الحجرات:١١)

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ کوئی عورتیں دوسری عورتوں سے، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، نہ اپنے لوگوں پر عیب لگاؤ، نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو، ایمان کے بعد فسق ہونا برا نام ہے اور جس نے توبہ نہ کی، وہی اصل ظالم ہیں۔

❀ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حالت غصہ میں آکر ایک غلام کی ماں کی بابت کوئی نامناسب بات کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ

اے ابوذر! کیا آپ اسے اس کی ماں کے متعلق کچھ کہہ رہے تب تو آپ میں جاہلیت والی عادت ہے۔
صحیح البخاری:٣٠

عورت کی عزت کا تحفظ:

حقیقت یہ ہے کہ مغرب اور اہل مغرب کی نگاہ میں عورت کی حیثیت ایک مارکیٹ پروڈیکٹ یا ٹشو پیپر سے زیادہ نہیں ہے، وہ تو چاہتے ہیں کہ عورت دربدر بے عزت ہو، معاشرہ اس کی عزت کے ساتھ کھیلے، مگر دین اسلام عورت کی عزت کا حقیقی محافظ ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر صرف تہمت لگانے والوں پر لعنت فرماتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (سورة النور:٢٣)

بلاشبہ وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں لعنت کیے گئے ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

❀ مالک الملک نے ایسے لوگوں کے لیے صرف لعنت ہی نہیں بلکہ سزا بھی تجویز کرتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (سورة النور:٤)

وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے مارو اور ان کی

کوئی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔

حضرات محترم! دین اسلام نے تو عورت کی آبرو وعزت کی حفاظت کرنے کی اس حد تک کوشش کی کہ کوئی اس کی طرف میلی آنکھ کر کے دیکھ نہ سکے، مگر افسوس کہ آج عورت اپنی حقیقی عزت کو چھوڑ کر نہ جانے کن کن جگہوں سے عزت کی تلاش میں ہے!!

عورت کی جان کا تحفظ:

خواتین کے حقوق کا نعرہ بلند کرنے والی خواتین یا تو اسلام سے ناواقف ہیں یا پھر انہوں نے گہری نظر سے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا، کیونکہ اسلام نے عورت کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر ثریا کی بلندی پر پہنچایا ہے ۔اسے مذہبی، روحانی، معاشرتی، معاشی، سیاسی، قانونی اور تعلیمی حقوق عنایت کئے اور اسے ماں، بیٹی، بہن، اور بیوی کا روپ دے کر قابل احترام بنایا جب کہ اسلام سے پہلے گھر اور معاشرہ میں عورت کی حیثیت بالکل صفر تھی، اسے پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی اس گندی حرکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (سورة النحل:۵۸،۵۹)

اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور وہ غم سے بھرا ہوتا۔اسے دی گئی بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا۔آیا ذلت کے باوجود اس کو (اپنے پاس) رکھ لے یا اسے مٹی میں ٹھونس دے۔آگاہ رہو، کہ ان کا فیصلہ بہت بُرا ہے۔

۞ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ (سورة زخرف:۱۷)

اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لئے مثال بیان کی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کو زندہ درگور کرنے والوں کی بابت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ (سورة التكوير:۸،۹)

اور جب زندہ دفن کی گئی (لڑکی) سے پوچھا جائے کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی؟

۞ سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں:

أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، قِيلَ مَنْ فَعَلَ هَذَا بِكِ، أَفُلاَنٌ، أَفُلاَنٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ، فَاعْتَرَفَ، «فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ

ایک یہودی نے ایک بچی کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دیا۔اس سے پوچھا گیا: یہ تیرے ساتھ کسی نے کیا؟ فلاں نے؟ فلاں نے؟ تو اس نے اپنے سر سے اثبات میں اشارہ کیا تو یہودی کو پکڑ لیا گیا، اس نے اعترافِ جرم کرلیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل جائے۔

صحیح البخاری: ۲۴۱۳

خواتین کے مطالبات اوران کے جوابات

بعض لبرل خواتین کی طرف سے طرح طرح کے اعتراضات اور مطالبات کیے جاتے ہیں، ہم ان مطالبات پر سرسری نظر ڈالتے ہیں اوران کا جواب پیش کرتے ہیں:

① اسلام ہمیشہ مردوں کو عورت کے مقابلے میں زیادہ حقوق کیوں فراہم کرتا ہے:

کچھ حد تک تو بات مناسب ہے کہ بعض وجوہات کی بنا پر اسلام مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشتا ہے، مگر بعض ایسے احکام بھی ہیں جن میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ فضیلت دی گئی ہے۔ہم چند ایک کا تذکرہ کرتے ہیں:

① باپ کے مقابلے میں زیادہ حق خدمت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ

ایک شخص نے آ کر کہا اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا

باپ۔

صحیح البخاری: ۱۹۷۱

② ماں کے قدموں تلے جنت:

رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اتنا مقام دیا کہ جنت اس کے قدموں تلے رکھ دی، اور فرمایا:

ان الجنة تحت رجليها

جنت اس (ماں) کے قدموں تلے ہے۔

سنن ابن ماجه: ۲۷۸۱

③ خالہ بمنزلہ ماں سمجھنے کا حق:

اگر کوئی والدہ کی نعمت سے محروم ہو جائے تو شریعت اسلامیہ نے خالہ کو ماں کا رُتبہ دیا ہے، چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! میں بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں، تو کیا میری کوئی توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تیری خالہ زندہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں زندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَبِرَّهَا

اس کے ساتھ حسن سلوک کر (تیرا گناہ معاف ہو جائے گا)۔

سنن الترمذی: ۱۹۰۴

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

الخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الأُمِّ

خالہ مقام کے اعتبار سے ماں کی جگہ ہے۔

سنن الترمذی: ۱۹۰۴

یہ تو تھا ماں کی جگہ خالہ کا رُتبہ، اگر دیکھا جائے تو والد فوت ہونے کے یہ رُتبہ چچا کو نہیں دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ اس اعتبار سے عورت کو زیادہ حق دیا گیا ہے۔

④ بیٹوں کے مقابلے بیٹیوں کی تربیت پر فضیلت:

بیٹوں کی تربیت کرنے پر الگ سے کہیں کوئی فضیلت وارد نہیں ہوئی، مگر بچی کی اچھی تربیت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے فضیلت بیان کی ہے، چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ» وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

کوئی شخص ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں جب تک اس کے ساتھ رہیں، یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان کرتا رہے، مگر وہ دونوں اس کو جنت میں داخل کروا دیں گی۔

صحیح مسلم: ۲۶۳۱

② مرد کو زیادہ شادیوں کا اختیار ہے تو عورت کو کیوں نہیں؟

یہ صحیح ہے کہ اسلام نے مرد کو ایک سے لے کر چار تک شادیوں کی اجازت دی ہے کہ وہ بیک وقت اپنے نکاح میں چار عورتیں رکھ سکتا ہے، اب یہ اجازت کیوں دی ہے، ہم اس کی مختلف توجیہات بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں:

① اگر اس اجازت کا پسِ منظر دیکھیں تو عرب کے پرانے حالات پر نظر پڑتی ہے جہاں بعض عربوں کے نکاح میں دس دس عورتیں ہوتی تھیں اسلام نے انہیں زیادہ تعداد سے کم تعداد کی طرف مائل کیا اور چار تک کا پابند کیا ہے۔

② چار شادیوں کی اجازت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام نے ہر مرد کو لازمی حکم دیا ہے کہ وہ چار تک تعداد پوری کر کے ہی دم لے بلکہ یہ اس کی قوت انصاف اور کفالت پر منحصر ہے۔

③ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ باعتبار پیدائش عورت اور مرد کی تعداد تقریبا یکساں ہوتی ہے۔یعنی جتنے بچے، تقریبا اتنی بچیاں۔مگر شرح اموات کے جائزہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ عورتوں کے مقابلہ میں مردوں کے درمیان موت کی شرح زیادہ ہے، اس کی وجہ ہے کہ فوج میں مردوں کی شہادتیں ہوتی ہیں، فیکٹری کارخانوں میں نقصان کی صورت میں مردوں کی جان جاتی ہے، ملک میں ہونے والے ہر روز کئی ایکسیڈنٹ میں بھی زیادہ تر مرد ہی مرتے ہیں، تو اس طرح عورتوں میں مقابلے میں مردوں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔

اس کے مقابلے میں اگر عورت کو مرد کی طرح ایک سے زیادہ مردوں سے شادی کی اجازت دے دی جائے تو کئی قباحتیں جنم لیں گی مشہور سکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک حفظہ اللہ سے کسی عورت نے یہ سوال کیا کہ اگر اسلام مرد اور عورت کو برابر سمجھتا ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے جو مرد کو چار شادیوں کی اجازت دی گئی ہے لیکن عورت کو یہ اجازت نہیں دی گئی تو انہوں نے تفصیلی طور پر اس کا جواب دیا:

❁اس سلسلے میں آپ کو چند نکات ذہن میں رکھنے چاہئیں۔

① پہلی بات تو یہ ہے کہ مرد میں جنسی خواہش عورت کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔

② دوسری بات یہ ہے دونوں جنسوں کی حیاتیاتی ساخت میں فرق اس نوعیت کا ہے کہ مرد کے لیے ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنا آسان ہے جب کہ عورت کے لیے بہت مشکل ہے، طبی سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ ایام حیض کے دوران وہ کچھ ذہنی اور نفسیاتی تبدیلیوں سے گزرتی ہے، جس کی وجہ سے اس کے مزاج میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان بیش تر جھگڑے انہی دنوں میں ہوتے ہیں۔

③ ایک سبب یہ بھی ہے کہ جدید علم طب کے مطابق اگر ایک عورت ایک سے زیادہ مردوں کے ساتھ جنسی روابط رکھتی ہے تو اس کے بیماریوں کے شکار ہونے اور بیماریاں پھیلانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ اگر ایک مرد ایک سے زیادہ شادیوں کرتا ہے تو ایسے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

③ عورت کے پاس طلاق کا اختیار کیوں نہیں؟

خواتین کے مطالبات میں ایک مطالبہ یہ بھی شامل ہے کہ ان کے پاس طلاق کا اختیار ہونا چاہیے ۔حالانکہ اسلام نے یہاں بھی حقوق کو متوازی رکھنے کے لئے عورت کو خلع کا اختیار دیا ہے یعنی اگر وہ مرد کے گھر میں نہیں بسنا چاہتی تو خلع کے ذریعہ اس کی زوجیت سے نکل سکتی ہے جب اسلام نے مانگے بغیر عورت کو یہ اختیار دیا ہے تو پھر اس کے لیے نعرے لگانا اور مضامین لکھنے کا مقصد؟

اگر ناپسندیدگی خاوند کی طرف سے ہے تو وہ عورت کو طلاق دے سکتا ہے اور اگر ناپسندیدگی عورت کی طرف سے تو وہ بھی خلع لے کر اس سے جدا ہو سکتی ہے۔

❁اس مسئلہ میں ڈاکٹر ذاکر نائیک حفظہ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

طلاق عربی زبان کا لفظ ہے اور یہ اسی موقع کے لیے خاص ہے جب شوہر اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرے۔ اسلام میں میاں بیوی کی علیحدگی کے پانچ طریقے ہیں:

① پہلا طریقہ تو باہمی رضامندی کا ہے۔ اگر دونوں فریق یہ فیصلہ کرلیں کہ بس ہم اور اکٹھے نہیں رہ سکتے اور ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیے تو وہ اس رشتے کو ختم کر سکتے ہیں۔

② دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی مرضی سے عورت کو چھوڑ دے۔ اسے طلاق کہتے ہیں۔ اس صورت

میں حق مہر سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور اگر ابھی تک ادا نہیں کیا گیا تو ادا کرنا پڑتا ہے۔اور جو کچھ وہ تحائف کی صورت میں دے چکا ہے وہ بھی بیوی کی ملکیت رہتا ہے۔

③ تیسری صورت یہ ہے کہ عورت اپنی مرضی سے نکاح کو ختم کرنے کا اعلان کر دے۔جی ہاں۔بیوی بھی اس طرح کر سکتی ہے اگر یہ معاہدہ نکاح میں طے ہو جائے کہ بیوی کو بھی یہ حق ہوگا۔

④ چوتھی صورت یہ ہے اگر بیوی کو شوہر سے شکایات ہوں کہ وہ اس سے برا سلوک کرتا ہے یا اس کے حقوق ادا نہیں کرتا یا اس کے اخراجات کے لیے وسائل فراہم نہیں کرتا تو وہ عدالت میں جا سکتی ہے اور قاضی ان کا نکاح فسخ کر سکتا ہے۔اس صورت میں وہ شوہر کو مہر کی پوری یا جزوی ادائیگی کا حکم بھی دے سکتا ہے۔

⑤ پانچویں اور آخری قسم خلع ہے۔اگر بیوی محض ذاتی ناپسندیدگی کے باعث علیحدگی چاہتی ہے۔شوہر میں کوئی خرابی نہیں مگر وہ پھر بھی علیحدہ ہونا چاہتی ہے تو وہ خود علیحدگی کی درخواست کر سکتی ہے۔اسے خلع کہتے ہیں۔

④ بچوں سے آزادی:

لبرل خواتین کی طرف سے ایک مطالبہ یہ بھی سامنے آیا ہے کہ انہیں بچوں سے مکمل آزادی ہونی چاہیے، کیونکہ بچے ان کی ترقی میں رکاوٹ ہیں، اس لئے وہ اپنی مرضی سے چاہیں تو بچہ لیں اور چاہیں تو ساری عمر کے لیے ان سے آزاد رہیں۔

اگر دیکھا جائے تو خواتین کا یہ مطالبہ نہ صرف غیر فطری بلکہ شریعت اسلامیہ سے متصادم بھی ہے اس لئے کہ نکاح کا مقصد نسل کو برقرار رکھنا ہے اور نکاح نہ صرف جنسی جذبات کی تسکین کے لئے ہوتا ہے بلکہ اس کا مقصد حصول اولاد بھی ہے۔

اولاد کو بڑھاپے کا سہارا قرار دیا گیا ہے، سوچیں اگر ایک عورت اولاد سے دور بھاگتی ہے اور اپنی جوانی دفتروں، دکانوں، بازاروں اور فیکٹریوں میں دھکے کھاتے گزار دیتی ہے، یا بالفرض چالیس سال کی عمر میں وہ چاہتی ہے کہ اسے اولاد ہو تو بچہ کبھی اس کے بڑھاپے کا سہارا نہیں بن سکتا اس لیے کہ عورت کی عمر جب ساٹھ سال کو پہنچے گی تو بچہ ابھی بیس سال کا ہوگا جسے ابھی تعلیمی کاموں سے ہی آزادی نہ ملی ہوگی مزید یہ کہ اولاد مرد اور عورت کے رشتے کو مضبوط بنا دیتی ہے بچہ گویا ایک قسم کی زنجیر ہے۔جو اس بات کی ضمانت ہوتی ہے کہ دونوں زیادہ گہرائی اور پائیداری کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں۔

⑤ وراثت میں زیادہ کا مطالبہ:

خواتین کا ایک یہ مطالبہ بھی ہے کہ عورت کا وراثت میں مرد سے نصف حصہ کیوں رکھا گیا ہے۔ بیٹے اور بیٹی کا حصہ برابر ہونا چاہیے۔

❁ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

معاشی ذمہ داری مرد پر ہے نا کہ عورت پر۔ مرد کو گھریلو معاملات چلانے کے لیے مال کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ لڑکی کا مال محفوظ رہتا ہے، لڑکی کی اپنی شادی پر بھی اس کا مال کم ہونے کی بجائے حق مہر ملنے کی صورت میں مال بڑھتا ہی ہے۔

ضروری نہیں کہ ہر صورت میں لڑکی کو نصف مال ملے، بلکہ بعض صورتوں میں وہ لڑکے سے بھی زیادہ مال کی حقدار بن رہی ہوتی ہے۔

❁ مزید اس کا جواب ڈاکٹر ذاکر نائیک حفظہ اللہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیش تر صورتوں میں عورت کا آدھا حصہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر صورت میں ایسا نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر:

اگر مرنے والے کی کوئی اولاد نہ ہو تو ماں اور باپ کو ہی چھٹا حصہ ملتا ہے۔ بعض اوقات، اگر مرنے والی خاتون ہو، اسکی اولاد بھی نہ ہو تو اسکے شوہر کو نصف، ماں کو تیسرا حصہ اور باپ کو چھٹا حصہ ملتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں عورت کا حصہ مرد سے دوگنا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس مثال میں ماں کا حصہ باپ کے مقابلے میں دوگنا ہے۔

لیکن میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ بیش تر صورتوں میں عورتوں کا حصہ مردوں کے مقابلے میں آدھا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے اسلام میں معاشی ذمہ داریاں مرد پر ڈالی گئی ہیں اور انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے مرد کا حصہ زیادہ رکھا گیا ہے۔ خاندان کے تمام معاشی اخراجات پورے کرنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ عورت کے مقابلے میں مرد کو زیادہ حصہ ملے۔ بصورت دیگر یہ ہو گا کہ ہمیں ''مرد کے حقوق'' پر بھی لیکچر دینے پڑیں گے۔

میں یہاں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔ فرض کیجئے ایک صاحب فوت ہوئے۔ ان کی جائیداد میں سے باقی تمام حقوق ادا کرنے کے بعد بچوں کے حصہ میں ڈیڑھ لاکھ روپے آتے ہیں۔ اس شخص کا ایک بیٹا

اور ایک بیٹی ہے۔اسلامی شریعت کی رو سے بیٹے کو ایک لاکھ اور بیٹی کو پچاس ہزار ملیں گے۔لیکن بیٹے کے ایک پورے خاندان کی معاشی ذمہ داریاں ہیں ۔لہٰذا اسے اس میں ایک لاکھ کا بیشتر حصہ مثال کے طور پر ۱۰ ہزار یا شاید پورا ایک لاکھ ہی ان ذمہ داریوں کی وجہ سے خرچ کرنا پڑ جائے گا۔دوسری طرف خاتون کو پچاس ہزار ملیں گے لیکن یہ ساری رقم اسی کے پاس رہے گی کیونکہ اس پر ایک پائی کی بھی ذمہ داری نہیں ہے۔لہٰذا اس خاندان پر کچھ بھی خرچ کی ضرورت نہیں۔

⑥ پردے سے چھٹکارے کے مطالبہ:

دیگر اخلاق سے گرے مطالبات کی طرح ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ انہیں نیم لباس پہن بے پردہ گھوم پھرنے کی اجازت دی جائے۔افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ مطالبہ بھی صرف انہیں عورتوں کا ہے بے پردہ ہو کر روزانہ گلیوں، بازاروں اور دفتروں کی رونق بن ہوئی ہیں،اور یہ مطالبہ کرنے کی درحقیقت وجہ بھی یہ ہوتی ہے کہ دل میں یہ چور ہوتا ہے کہ وہ بے پردہ ہے اور لوگ اسے بے حیا خیال کر رہے ہیں،وہ اپنے ضمیر کو تسلی دینے کے لئے دین و شریعت کو ایک طرف رکھ کے اپنی مکار عقل سے دلیلیں تراشتی ہے اور یہ خواہش رکھتی ہے کہ سب عورتیں بے پردہ ہو جائیں تا کہ لوگوں کی نظروں سے جان چھوٹ جائے،ایسی عورت کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر تو وہ یہ چاہتی ہیں کہ انہیں دین اسلام کی جانب سے بے پردہ ہونے کی اجازت مل جائے اور انہیں بوائے کٹ بال اور مختصر لباس میں پکا سچا مسلمان بھی سمجھا جائے تو پھر ان کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی اسلام نے پردہ کی صورت میں اسے ایک محفوظ تحفظ عطا کیا ہے اور اس تحفظ کو ختم کرنا اسلامی ڈھانچے کے خلاف ہے۔قرآن پاک اور حدیث رسول نے واضح طور پر پردہ کے احکام صادر فرمائے ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ پردہ خواتین کے لیے ایک ایسا قلعہ ہے جہاں وہ عیاش اور تماش بین آنکھوں سے اپنا بچاؤ کر سکتی ہے ہے۔بے پردہ خواتین اپنا تحفظ کھو دیتی ہیں ان کے جسمانی خدوخال اوباش نظروں سے اپنی داد پاتے ہیں ۔ان کے حسن سے پھر ایک شوہر ہی نہیں زمانہ فیض یاب ہوتا ہے اور یہ اس کے لیے کوئی عزت ووقار والی بات نہیں بلکہ اس کی بے بسی اور لا چاری ہے۔تجزیہ نگاروں کی نظر میں پردہ دار خواتین کے مقابلہ میں بے پردہ خواتین کی عصمت دری کے واقعات بہت زیادہ ہیں ۔بے پردہ ہو کر خواتین کا گھر سے باہر نکلنا،خوشبو کا استعمال کرنا، بناؤ سنگار کر کے نکلنا یہ سب کچھ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔بقول شاعر

مجھی سے سب کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی

ان سے کوئی نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

❀ ڈاکٹر ذاکر نائیک حفظہ اللہ خواتین کے اسی مطالبہ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

آپ کہتے ہیں کہ آپ نے عورت کو حقوق دیئے ہیں۔ مگر یہ حقوق نظری طور پر دیئے گئے ہیں عملاً آپ نے عورت کو ایک طوائف اور ایک داشتہ کی حیثیت دے دی ہے۔ مثال کے طور پر:

فرض کیجئے دو خواتین ہیں جو آپس میں جڑواں بہنیں ہیں۔ اور دونوں خواتین یکساں خوبصورت ہیں ۔ دونوں ایک گلی میں سے گزر رہی ہیں۔ گلی کی نکڑ پر ایک بدمعاش لڑکا کھڑا ہے۔ جو لڑکیوں کو چھیڑتا ہے ، تنگ کرتا ہے۔ یہ دونوں خواتین یکساں خوبصورت ہیں لیکن ایک اسلامی لباس میں ہے یعنی اس نے پردہ کیا ہوا ہے جب کہ دوسری مغربی لباس میں ہے یعنی اس نے منی سکرٹ وغیرہ پہنا ہوا ہے۔ اب یہ بدمعاش ان میں سے کسے چھیڑے گا؟ ظاہر ہے کہ مغربی لباس والی خاتون کو۔

یا فرض کیجئے کہ ان میں ایک خاتون تو پردے میں ہے اور دوسری بھی شلوار قمیض میں ہے لیکن اس کا لباس تنگ ہے، سر سے ڈوپٹہ غائب ہے اس صورت میں بھی وہ کسے چھیڑے گا؟ پردہ دار خاتون کو یا بے حجاب خاتون کو؟ صاف ظاہر ہے کہ دوسری خاتون کو۔

اس بات کا ایک عملی ثبوت ہے کہ اسلام نے عورت کو حجاب کا حکم اس کی عزت اور وقار کی حفاظت کے لیے دیا ہے اس کی عزت گھٹانے کے لیے نہیں۔

⑦ عورت کی گواہی مرد کے برابر ہونی چاہیے:

خواتین کی طرف سے کیے گئے مطالبات میں سے ایک مطالبہ یہ بھی ہے کہ ان کی گواہی مرد کی گواہی کے برابر ہونی چاہئے ، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دینا عورتوں کی توہین اور حق تلفی ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں صرف چند مخصوص نوعیت کے معاملات میں مرد کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے مرد ریاضیاتی معلومات عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔

ایک مرد کے مقابلہ میں دو عورتوں کی گواہی مالی معاملات میں عورتوں کی بہتری کے لئے ہے اس لیے کہ حیاتیاتی طور پر عورت کی یادداشت مرد سے کم ہے۔ دو عورتوں کی گواہی میں حکمت بھی یہی ہے کہ اگر ایک عورت الجھ جائے تو دوسرے کو یاد دلا دے گویا عورت اور مرد میں گواہی کا فرق ضرورت کے پیش نظر ہے نہ کہ فضیلت کے اعتبار سے۔

باقی بسا اوقات صرف ایک ہی عورت کی گواہی دو مردوں کے برابر ہوتی ہے، جیسا کہ رضاعت کے مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی گواہی پر ہی مرد اور عورت کا نکاح فسخ کرا دیا تھا۔

❁❁❁❁

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418
03111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
03111701903
03036604440
03086222416